

## مولوی عبدالحق اور تحقیق متن

Research work of Maulvi Abdul-Haq is discussed in this article. Abdul Haq has done research studies on two types of topics, one is "Tazkaras" and the other is phrase and poetry from South North India. He really has put great effort in searching for the life history of Tazkara writers. The "preambles" written by Maulvi Abdul Haq are really informative. His "preambles" generated a lot of literary discussions. Some very important preambles have been discussed by Hafiz Muhamamd Shirazi, Ahsan Marharvi and Mohi-ud-Din Qadri Zaor. All those researchers are very authetntic in the field of research. The most memorable contributions of Abdul Haq in his struggle and research work on classical literature (poetry and prose) South North India. Maulvi Abdul Haq found the old handwritten scripts of Urdu language and literature, which if found would not have "saved" then a most precious asset of Urdu literature would have been wasted.

ڈاکٹر جمیل جالبی کا کہنا ہے کہ ”آ ہمارے محققین کام نہ کرتے، جو انہوں نے کیا تو ہماری ڈب و ادب کی رنج میں تسلسل اور رابطہ پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ مسلمات جو آج ہمارے آدوں اور ادیبوں کی تحریروں میں آآتے ہیں اور جنہیں ہم تسلیم کرتے ہیں، انہی محققوں کی کوشش و کاوش کا نتیجہ ہے۔ اُن لوگوں نے ہمارے ادب کو نہ صرف تسلسل ۾ بلکہ اُن کے گم شدہ گوشوں کو سامنے لا کر ہماری رنج کی الجھی ہوئی گتھیوں کو سلجھا ڈیا اور انہیں رنج کا حصہ بنا ڈیا۔“ (1)

عبدالحق کے تحقیق کا موموں کے دو زمرے بنائے جا h ہیں۔

1- شعراء اردو کے کرے (تحقیق وین)

2- شمالی و جنوبی ہند کے قدیمی منظوم و نثری نمونے (تحقیق وین)

عبدالحق نے ۾ سے پہلے کروں تحقیقی کام اس لیے شروع کیا کہ اردو شاعری کے: وخال کی پکھ کے لیے کرے ہی ابتدائی ما: ہیں۔ یہ الگ تہ ہے کہ نگار اُس نوع کے تحقیقی اصولوں سے واقف نہیں تھے، جو آج کی تحقیق کا حصہ ہیں۔ بے شک کہ نگار ذاتی پسند ۾ پسند سے بھی نہیں بچ سکے۔ میر تقی میر نے اپنے تحریہ کر دہ کرے کو اپنی شاعرہ بیٹی کے م\*م- سے محروم رکھا۔ کئی ا- کرے شعراء کے ہمی چپقلشوں کے با بھی اصل حقائق سے خالی ہیں اور اُن میں شعرا کا سوا ۾

مواد بھی ڈی وہ نہیں ملتا لیکن حقیقت یہ ہے کہ ابتدائی کڑیوں کے بغیر آج ادبیاتِ ریخی تحقیق کا کام سہل نہ ہوگا۔ وقت آنے کے ساتھ با اُن معلومات سے بھی خالی ہوتے جو ہمیں اُن خامیوں سے بچنے کڑیوں نے فراہم کر دیں۔

#### (۱) عبدالحق کے مرثیہ کردہ شعراء اُردو کے کرتے:

- 1- ”گلشن ہند“ از میر علی لطف مرتبہ: مولوی عبدالحق 1906ء
- 2- ”چہستان شعراء“ از لالہ کچھن داس شفیق مرتبہ: مولوی عبدالحق 1928ء
- 3- ”مخزن نکات“ از قائم چا پوری مرتبہ مرتبہ: مولوی عبدالحق 1929ء
- 4- ”کرہ ریختہ گلیں“ از سید فتح علی حسینی دبئی مرتبہ: مولوی عبدالحق 1933ء
- 5- ”مخزن شعراء“ از قاضی نور الدین حسین خان رضوی فائق مرتبہ: مولوی عبدالحق 1933ء
- 6- ”کرہ ہندی گلیں“ از غلام ہمدانی ملخصی مرتبہ: مولوی عبدالحق 1933ء
- 7- ”عقدہ“ از غلام ہمدانی ملخصی مرتبہ: مولوی عبدالحق 1933ء
- 8- ”مض الفصحا“ از غلام ہمدانی ملخصی مرتبہ: مولوی عبدالحق 1934ء
- 9- ”نکات الشعراء“ از میر تقی میر مرتبہ: مولوی عبدالحق 1935ء
- 10- ”گل عبا“ از اسد اللہ خان تمنا مرتبہ: مولوی عبدالحق 1945ء

#### 1- گلشن ہند (1906ء)

عبدالحق کو نورٹ ولیم کالج کلکتہ سے متعلق میرامن دہلوی گلکر & کے قر R معاصر اور دو & مرزا علی لطف کا بیٹہ کرہ جو حیدر (دکن) سے 7 ب ہوا تھا۔ جسے تلاش کنندہ مولوی غلام محمد نے پہلے تو شبلی نعمانی سے مرثیہ کر ڈیا تھا اور پھر شبلی ہی کی فرمائش پر عبدالحق نے آئی کر کے اور مقدمہ لکھ کر 1906ء میں شائع کروا ڈیا۔

عبدالحق نے اسی کرہ کے مقدمہ میں پہلی ”قصہ چہار درویش“ سے متعلق لکھا تھا کہ کتاب ”غ و بہار“ از میرامن سے بشرایا۔ صا # تحسین می ساکن اڈے وانے اسے امیر خسرو کی کتاب سے ”جمہ کیا تھا۔ یہ الگ ت ہے کہ فارسی قصہ ”چہار درویش“ امیر خسرو کی تصنیف ہی نہیں البتہ دوسری ت در & اور بہت اہم بھی ہے۔ اس لیے کہ اکثر لوگ ”غ و بہار کو میرامن کی تصنیف سمجھتے تھے۔ عبدالحق نے پہلی مرزا علی لطف کے حالات انہیں کے اشعار کی داخلی شہادتوں سے اکٹھے کیے۔ خود مرزا علی لطف نے اپنے کرہ میں اپنے رے میں کچھ نہیں بیٹھا کرے کی داخلی شہادتوں سے عبدالحق نے کرہ کی سیٹیف بھی نکال لی اور یہ بھی پتہ لیا کہ کرہ گلکر & کی فرمائش 1801ء میں قلم بند کیا۔

یہ پہلا کرہ ہے کہ جس میں شعراء کے حالات اُردو زبان میں لکھے گئے ہیں اور یہ کہ یہ کرہ حیدرآباد دکن کی ایک طغیانی میں پہلا تھا۔ احسن مارہروی کے مطابق یہ کرہ مولوی عبداللہ خان کے ہاتھ لگا تھا۔ البتہ احسن مارہروی اس کتاب پر معترض ہیں کہ نہ شاہ ولی اللہ شاعر تھے اور نہ ان کا تخلص ”اشتقاق“ تھا۔ (2)

میر تقی میر، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور عبدالقادر بیدل کے بارے میں بہت سی اہم کتابیں اس کتاب کے کاحصہ ہیں۔ لطف نے کل انہتر (69) شعراء کے حالات رقم کیے ہیں اور کافی حد تک مستند معلومات ہیں۔

## 2- چمنستان شعراء: (1928ء)

عبدالحق نے لالہ بچمن داس شفیق کا یہ کرہ مرثیہ کرنے سے ایک سال قبل رسالہ ”اُردو“ اور ۱۹۲۷ء جولائی ۱۹۲۷ء میں پہلی بار اس کرہ نگار کو متعارف کر دیا اور لکھا کہ بچمن داس نے یہ کرہ محض اٹھارہ سو کی عمر میں لکھا تھا۔ عبدالحق نے یہ بھی بتایا کہ کتاب کا نام ”چمنستان شعراء“ ہے اور اس سے ۱۱۷۵ھ/۱۷۶۱-۶۲ سنہ لیفبہ آمد ہوا ہے۔ یہ کرہ مرتب کرتے وقت عبدالحق کے سامنے کتب خانہ خاص، حیدرآباد دکن (دکن) کا ایک ہی قلمی نسخہ تھا۔ عجیب بات یہ ہے کہ اس کتاب کے حال کوئی دوسرا نسخہ بھی دستیاب نہیں ہوا۔ عبدالحق نے لالہ بچمن داس کی رتخ ولادت ۱۷۷۵ء لکھی ہے، جو غلط ہے اور وہیں سے غلط رتخ ولادت لے کر نصیر الدین ہاشمی نے اپنی کتاب ”دکن میں اُردو“ میں لکھ دی۔ اس غلطی کی تصحیح ہی فرمان فتح پوری نے کی اور بچمن داس کی صحیح رتخ ولادت ۱۷۴۵ء بتائی۔ لیکن سوال پیدا ہوا ہے کہ عبدالحق نے یہ کرہ لکھنے کی سنہ ۱۷۷۵ء بتائی ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ رتخ ولادت بھی یہی لکھیں۔ یہ یقیناً سہو کتابت تھی۔ انہوں نے ۱۷۴۵ء لکھا اور اس کا ۱۷۷۵ء کر دیا۔

## 3- مخزن نکات (۱۹۲۹ء):

یہ کرہ مرتب کرتے ہوئے عبدالحق نے مشہور شاعر اور کرہ نگار قائم چغتای پوری کے حالات کتاب سے متعلق بہت کوشش سے کام لیا۔ لیکن یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس کتاب کے خطی نسخہ عبدالحق کو کہاں سے دستیاب ہوا۔ اس کتاب کا ذکر انہوں نے نہیں کیا۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ عبدالحق کے مرتب کردہ کتاب کروں کی دی و ب والے تمام خطی نسخے کتب خانہ انجمن ترقی اُردو، دہلی ہند اور کراچی پاکستان میں دیکھنے کو ملے۔ یہ کتاب اس کرہ کے خطی نسخہ، انجمن کے کتب خانے میں کبھی موجود نہیں رہا۔ اسی لیے خلیل الرحمن داؤدی نے اس شک کا اظہار کیا تھا کہ عبدالحق کے مرتب کردہ اس کتاب کے کرے کی دی و ب مطبوعہ نسخہ تھا۔ جسے جر کتب رستم علی ساکن حیدرآباد دکن نے شائع کر دیا تھا۔ اس حوالے سے کرہ ”مخزن نکات“ کے ۱۶/۱۷ صفحہ میں مرقم ایہ مرتب پروفیسر ڈاکٹر افتخار حسن نے خیال ظاہر کیا کہ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ بعد میں انجمن ترقی اُردو نے اس کے حقوق حاصل کر کے اور اس پر مولوی عبدالحق نے مقدمہ لکھ کر شائع کر دیا۔ ڈاکٹر افتخار حسن اور خلیل الرحمن داؤدی کی اس کتاب کو رد کرنا ممکن نہیں۔

#### 4- کرہ ریختہ گویں (1933ء):

سید فتح علی حسینیؒ کی کاویہ کرہ 1166ھ/5-1752 کی\* لیف ہے لیکن امتیاز علی خان عرشی نے خیال ظاہر کیا ہے کہ تکمیلہ کے سنہ کے بعد بھی اس میں کچھ اضافے ہوئے۔

عبدالحق نے یہ کرہ مرثیہ کرتے ہوئے دعویٰ کیا ہے کہ اُن کے سامنے تین خطی نسخے تھے۔ لیکن ذکر صرف ایہ نسخے کا کیا ہے اور وہ بھی مؤلف کے ہاتھ کا نہیں۔ اُس کی نا ہے۔ عبدالحق نے جگہ جگہ اختلاف متن کا حوالہ دیا جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اُن کے پیش آ دو مزید نسخے بھی تھے، جن کا ذکر کتب بھول گئے۔ اس کرے میں کل ستانوے (97) شعراء کے حالات مذکور ہیں۔ اور نمونہ کلام دیکھنے کو ملتے ہیں۔

#### 5- مخزون شعراء (1933):

قاضی نور الدین فائق کا یہ کرہ ہجرات (ہند) کے ایہ کرہ قدیمی شعراء سے متعلق ہے۔ انجمن قی اردو، اور۔\* دکن سے 1933ء میں شائع ہوا۔ عبدالحق نے بٹیا کرہ میں شامل قطعات رتخ سے یہ کرہ 1268ھ/1851ء کی\* لیف ہے۔ یہ کرہ یوں بھی اہم شمار کیا جاتا ہے کہ اس پر مرزا غلام نے آنی کا کام کیا۔ یہ غالبیات کے باب میں بھی ایہ اضافہ ہے۔ عبدالحق نے یہ کرہ بمبئی یونیورسٹی کے کتب خانہ میں موجود فائق کے خطی نسخے مملوکہ فائق کے پوتے سے لے کر مرتب کیا تھا۔ فائق نے اسی کرے میں کئی ایہ مشہور شاعروں کو ہجرات کا رہنے والا قرار دیا، از قسم ولی دکنی۔

#### 6- کرہ ہندی گویں (1933ء):

میر تقی میر کے معاصر، غلام ہمدانی مصحفی کا یہ کرہ قدیمی اردو شعراء کا کرہ ہے۔ اس کرے کی & سے اہم بات یہ شاعر کی جاتی ہے کہ مصحفی نے اس میں پہلی ”اردو“ کا لفظ\* ہے، جو اُس دور میں مروج نہیں تھا۔ اس کرے میں ایہ سو اٹھاسی (188) شعراء کا ذکر کیا گیا ہے۔

#### 7- عقوبت\* (1933ء):

عقوبت\* یہ معنی ستاروں کا بار مصحفی کا یہ کرہ تین قسم کے فارسی شاعروں سے متعلق ہے:-

1- ایسے فارسی شعراء جو ان سے ہندوستان کبھی نہیں آئے۔ ہمیشہ ان میں ہے۔

2- ایسے انی شعراء جو ہندوستان منتقل ہو گئے۔ جن کا تعلق ہی ہندوستان سے تھا۔

مصحفی کا یہ کرہ 1199ھ/85-1784 کی\* لیف ہے اور مرتب کرتے وقت اس کے دو خطی نسخے عبدالحق کے پیش آ رہے۔

1- نثر: انجمن (حال: انجمن لائبریری، پٹنہ)

## 2- نجلہ رام پور

”مصحفی کا ”عقدہ“ اردو کا واحد ذکر ہے جس میں ایوان سے ہندوستان منتقل ہو جانے والے ایہ گننام لیکن اہم شاعر مرزا محمد ربیع انجب کا ذکر ملتا ہے۔ ”مصحفی لکھتے ہیں کہ میں جوان تھا اور انجب بہت بوڑھے۔“ # مصحفی نے ان سے 5 قات کی۔ مصحفی نے لکھا ہے کہ ایوان سے ہندوستان منتقل ہوتے وقت ایہ اوڈہ، پرمزار ربیع انجب کی شاعری کے قلمی مسودے دھرے تھے اور # ہندوستان آئے تو تمام مسودے چوری ہو گئے۔ اُن میں فارسی Z میں لکھا ہوا ”قصہ چہار درویش“ بھی تھا، جس کے مصنف کے طور پر میرامن نے امیر خسرو کا نام لیا ہے۔ بعد ازاں مصحفی کے بیان کے مطابق، ڈاکٹر مرزا حامد بیگ نے د7 حوالوں سے یہ \$ کر ڈیا کہ یہ قصہ انجب نے ہی لکھا تھا۔ امیر خسرو نے نہیں۔ (3)

ڈاکٹر مرزا حامد بیگ نے مصحفی کے درجہ لایا بیان سے جن {نچ کا استخراج کیا، وہ بھی دیکھتے چلیے:-

”مصحفی (پ: 1750ء مرہہ-م: 1825ء لکھنؤ) کے قیام دلی کا زمانہ 1767ء-1787ء ہے۔ مصحفی # امر وہہ سے نکلے اور آنولہ اور اودھ سے ہوتے ہوئے 1767ء میں دلی پہنچے تو بعید نہیں کہ بطور اردو اور فارسی شاعر کے انہوں نے ایہ - ے فارسی گو شاعر کے طور پر حاجی ربیع انجب کا نام رکھا ہو۔ لہذا قیاس غا ) ہے کہ 1767ء میں ہی انہوں نے حاجی ربیع انجب سے پہلی 5 قات کی ہوگی۔ دوسری 5 قات کی درمیانی مدت ایہ ماہ کی ہے اور اُس دوسری 5 قات کے پچھلے چھ ماہ بعد انہیں انجب کی وفات کا پتہ - بے شک 1768ء کا سنہ مقرر کر لیجئے، # انجب نے ایہ - سوسات۔ س کی عمر میں وفات پائی۔ یوں انجب کا سال پیدائش 1661ء بنا لڑے سے آ نودس۔ س کی عمر مراد لی جائے تو انجب 1670-71ء میں 41س سے اصفہان پہنچا۔ کسب علوم میں تیس۔ س صرف کرنے کے بعد 1700ء میں اصفہان سے چالیس اکتالیس۔ س کی عمر میں بغرض حج نکلا۔ اب آ اصفہان سے نکل کر بطور اثنا ، ی کے۔ استہ جنوبی عراق، شہر بصرہ سے ہو کر مکہ پہنچا اور بعد از فریضہ حج سیر و سیا # کرتے ہوئے واپسی پر۔ استہ ایوان ہندوستان کے لیے نکلا تو اصفہان، زاہدان، چمن اور ملتان سے ہوتے ہوئے دلی پہنچا۔ اور آ ، استہ افغانستان تو اصفہان پر۔ جند، ہرات، کابل، پشاور، جہلم اور لاہور سے ہوتے ہوئے دلی وارد ہوا۔ یہ سیر و سیا # اور واپسی کا سفر آ دواڑھائی۔ س پر بھی محیط تھا تو انجب نے 3-1702ء میں عظیم مغلیہ سلطنت یعنی عہد عالمگیری کی 70ویں جھلک دیکھی۔ شہنشاہ اور۔ زیڈ عالمگیری کی حکومت کا نصف 70 بطور خاص فارسی شاعری کے پھلنے پھولنے کا زمانہ ہے۔ یوں انجب اُس دور کی دلی کے اکابرین و امراء کی مجالس و محافل میں بطور فارسی کے ایہ - پُر گو شاعر اور عالم کے 3-1702ء چارچ پنج۔ س صا # توقیر اور ممتاز رہا۔ اور۔ زیڈ کی وفات (1707) کے بعد دار الخلافہ میں ہمہ جہتی ا Z ط کی صورت دیکھنے کو ملی، # اور۔ زیڈ عالمگیری کے بیٹوں میں جانشینی کی۔ B کا آغاز ہوا۔ ہر طرف بے چینی اور غی تو توں کو سر اٹھانے کا موقع 5۔ اس محاربے میں 70 عظم کامیاب ہوا لیکن 1712ء میں وفات پائی۔ اُس کی لاش پورا ایہ - مہینہ بے گور و کفن پڑی سڑتی رہی اور

W. ہی محاذ آرائی میں جُٹے رہے۔ جہاں دارشاہ حکمران بنا تو امراء و علماء یں کی پُلیں اُچھلیں اور محض چند ماہ میں ہی انتظام سلطنت پر رہ گیا۔

چور اُچکوں کے بلا روک ٹوک تے پھرنے کا یہی زمانہ ہے۔ بہت ممکن ہے انجب کے ابتدائی دواوین اور د V تصانیف کی چوری کی واردات اُسی زمانے میں ہوئی ہو۔ # انجب ای۔ او\$ کے بوجھ جتنی تصانیف سے محروم ہوا۔ 1707ء کے بعد اہل دارالخلافہ کے انجبی گفتہ حالات کے با انجب نے گوشہ نشینی اختیار کی۔

Â می گنجوی کے غسہ کا جواب، ای۔ ، ادیان، اثنا، یہ کے عقائد سے متعلق ضخیم کتاب اور ”قصہ چہار درویش“ انجب کی ایسی تصانیف ہیں جنہیں مصحفی نے 28-1727 میں اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ 1713ء میں جہا ارشاہ قتل ہوا اور سادات بہہ کے سید عبداللہ خان اور سید حسین خان کی مدد سے فرخ سیرت تحت نشین ہوا، جسے من مانی کی سزا کے طور پر سید۔ اور ان نے آنکھوں میں سلائیاں پھروا کر پہلے تو ہا کیا اور اس کے بعد 1719ء میں قتل کروا دیا۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے رافع الدرجات اور رافع الدولہ حکمران بنے۔ اول الذکر کو محض دو ماہ اور ثانی الذکر کو تین ماہ کی حکمرانی نصیب ہوئی۔ یوں 1707ء سے گوشہ نشین، انجب کے حالات بگڑتے چلے گئے۔

محمد شاہ رگیلا 1719ء\* 1747ء حکمران رہا لیکن اُس کی حکومت دلی اور آہ۔۔۔ محدود تھی۔ اس دوران میں\* درشاہ نے (۱۷۳۹ء) دلی کو لوٹا۔ احمد شاہ کے دور حکومت ۱۷۴۸ء\* ۱۷۵۲ء میں روجیلوں نے لوٹ مار کا زار م کیا۔ جس میں انجب کے ، جمہ کردہ ”مہابھارت“ کے اٹھارہ ادھیائے، چوروں ۱۰% سے گئے سامان میں دکھائی دیئے۔

انجب کا ”قصہ چہار درویش“ یقیناً فارسی میں لکھا۔ اردو میں لکھنے کی شہادت نہ کشف چند اخلاص سے ملتی ہے، نہ مصحفی سے۔ انجب کی ہندوستان آمد (۱۷۰۲ء) گوشہ نشینی (۱۷۰۷ء) کی درمیانی مدت اتنی نہیں ہے کہ علمی و شعری مجالس و محافل کے بکھر جانے پر انجب ال اردو لکھنے پر راغب ہوا تو اُس نے اردو زبان اور محاورے پر بھی وہ عبور حاصل کر لیا، جو ”قصہ چہار درویش“ کی لکائیوں پرچان ہے۔ اس لیے یہ سوال، سوال ہی رہے گا کہ حافظ محمود شیرانی کے دژیت کردہ فارسی قصہ\* \$ چار درویشوں کے بہ عنوان ”حکایت عجیب و غریب“ (تحریر: بہ عہد محمد شاہی، کتاب \$: ۱۷۳۳ء) از حکیم محمد علی کی دکیا تھی۔ اس ضمن میں بھی محض قیاس ہی کیا جاسکتا ہے کہ ال بقول مصحفی، حاجی مرزا محمد رنج انجب نے اشعار تو بیچے نہیں۔ اب ال اُس نے گزر اوقات کے لیے قصہ گوئی اختیار کی (جس کی طرف مصحفی نے کوئی اشارہ نہیں کیا اور یہ محض ای۔ خیال ہے) تو امکان اس بات کا ہے کہ اُس کے تحریر کردہ قصے کا انوکھا پن اور انجب کا طرز بیان اس قصے کو اٹھارہ بیس۔ سوں میں اتنا مقبول بنا دیا کہ اُس دور کے قصہ گو، انجب کے فارسی قصے کو اردو میں بیان کرتے رہے اور اُن کے بیان کو دیکھ کر حکیم محمد علی نے شجاع الدین محمد خاں\* ظم اڑ 3 کے لیے اسے دہرہ فارسی میں رقم کیا۔ اسے محض ای۔ قیاسی خیال سمجھ لیجیے، لیکن یہ طے ہے کہ حاجی مرزا محمد رنج انجب اصفہانی سے پہلے اس قصے کا سراغ نہیں ملتا۔“ (4)



عبدالحق نے بتایا ہے کہ میٹر نے یہ کرہ اُس زمانے میں مرتب کیا۔ # اُن کے اپنے ماموں سراج الدین آرزو کے ساتھ تعلقات کشیدہ تھے۔ ظاہر ہے کہ اُس کے بعد میر تقی میر عالم جنون میں چلے گئے تھے۔

10۔ گل عجا (1939ء):

عبدالحق نے اسد اللہ خاں تمنا کا لائف کردہ یہ کرہ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن کے ای۔ خطی نسخے (جو کہ انتہائی بوسیدہ اور کٹا پھٹا تھا) کو دینا کہ 1939ء میں انجمن ترقی اُردو، اور۔ # دکن سے شائع کیا۔ نسخے کے کٹے پھٹے ہونے کے باوجود عبدالحق کو کئی اشعار درج کرنے کے لیے کئی کڑوں اور شعراء کے دو اورینٹل عرق بی۔ ی کڑے بی۔ ی۔ جو اشعار پڑھے نہیں گئے انہیں خارج کر ڈیا۔ اسد اللہ خاں تمنا کے حالات نگار کی بجا کرنے کا کام بھی دا دطلب ہے۔ اس کرے میں کل اکاون (51) شعراء کا ذکر ملتا ہے۔ تمنا کا یہ کرہ 1192ھ/1194-1780ء میں تکمیل کو پہنچا تھا۔ عبدالحق نے ”آغاز صفحہ بگو“ سے ”ریخ نکالی“ ”آغاز صفحہ بگو“ کرہ کے آغاز میں درج کردہ قطعہ کا حصہ ہے۔ واضح رہے کہ یہ عبدالحق کا مُرثی کرہ ہے۔ انہوں نے 1936ء میں جامعہ عثمانیہ (دکن) سے فرا۔ (پنی اور دہلی کا رُخ کیا۔ دہلی میں انجمن کا دفتر قائم کر کے دکھنات اور شمالی ہند۔ خصوصاً دہلی کے) دونوں میں بکھرے ہوئے قدیمی نسخے اور منظوم مواد کو یکجا کرنے میں جُٹ گئے۔

(ب) شمالی ہند کی قدیم اُردو کے منظوم نسخے نمونے:

10۔ ”& رس“ از 5 وجہی (منثور) (1932ء):

”& رس“ ابھی دُش فنت نہیں ہوئی تھی لیکن ملا وجہی کی ”& رس“ کا اولین حوالہ نصیر الدین ہاشمی کی کتاب ”دکن میں (1923ء) میں دیکھنے کو 5۔ اس کے اگلے سال 1924ء میں 5 وجہی کا 1040ھ/1630ء میں تحریر کردہ تمثیلی قصہ: ”& رس“ عبدالحق نے دُش فنت کر لیا اور انجمن کے رسالہ ”اُردو“ اور۔ # دکن کے شمارہ: اکتوبر 1924ء میں ”& رس“ پر مضمون لکھ کر انکشاف کیا کہ فضلی کی ”کر بل کتھا“ کو محمد حسین آزاد نے ”آب حیات“ میں اُردو کی پہلی نسخے کی کتاب کہا تھا۔ لیکن یہ اعزاز دراصل ”& رس“ کو حاصل ہے۔ یہ پہلا رعبالحق نے کی کہ ”& رس“ وجہی نے قطب شاہ کی فرمائش پر ہی لکھی تھی۔ نیز یہ بتایا کہ فضلی مترجم تھے، مصنف نہیں۔ # کہ حافظ محمود شیرانی نے ”& رس“ کو فتاحی پوری کے فارسی منظوم قصے اور نسخے میں تصنیف کردہ قصے: ”حسن و دل“ کا ترجمہ قرار دیا۔ # کہ عبدالحق نے فتاحی اور وجہی کے متون کا موازنہ و مقابلہ کر کے یہ رائے قائم کی تھی ان کی یہ تحقیق یقیناً رد ہو گئی۔ تحقیق کسی کی نہیں ہوتی۔ آج کا سچ کل رد ہو چکا ہے۔

عبدالحق کو ”& رس“ کے چار نسخے ملے تھے۔ دُش قص اور بقیدہ دو اہم نسخے حیدرآباد دکن (محررہ: 1705ھ/1117ء) اور بیجا پور (محررہ: 1177ھ/1763ء) سے 7۔ یہ ہوئے اور انہی کے مقابلے و موازنے کے بعد ”& رس“ کا متن طے



## 11۔ ”گلشنِ حسن و دل“ (منظوم) از مجرہی: جولائی 1925ء

عبدالحق نے رسالہ ”اُردو“ اور۔ \* د، دکن جولائی 1925ء میں اپنی اس اہم دڑیفت کو متعارف کرڈایا۔ یہ ”& رس“ کا فارسی سے ترجمہ و تلخیص کردہ ایہ منظوم قصہ ہے۔

## 12۔ قطبِ مشتری“ (منظوم) از 5 وجہی (منظوم)“ 1939ء:

5 وجہی کی یہ مثنوی مرتبہ عبدالحق انجمن ترقی اُردو، دہلی سے 1939ء میں شائع ہوئی۔ ڈاکٹر خان رشید کے مطابق بظاہر یہ مثنوی ایہ رقصہ ”بھاگ متی“ اور گولکنڈہ کے ڈشاہ قلی قطب شاہ کی حقیقی داستانِ محبت ہے لیکن وجہی نے ”بھاگ متی“ کو ”مشتری“ م دے کر ایہ رقصہ ڈشاہ کے عشق پہ ڈال ڈیا۔ یہ وہ انکشاف ہے جو عبدالحق نہ کر سکے۔ عبدالحق نے ”قطبِ مشتری“ دو خطی نسخوں کی مدد سے مرتب کی تھی۔ ایہ حیدر \* دی ذاتی نسخہ، جو قدرے قص تھا اور دوسرا ٹش میوزیم، لندن کا تھا۔ اُن کے ذاتی نسخے میں لگ بھگ بیس صفحات کا مواد (ٹش میوزیم، لندن کے نسخہ سے ڈیہہ موجود تھا، جسے انہوں نے بیس صفحات کے ضمیمہ کے طور پہ شامل کتاب کرڈیا۔ کتاب کے 8% میں اکتیس (31) صفحات بہ مشتمل ٹھیٹ (اور متروک) b الفاظ کی فرہنگ بھی شامل ہے۔

## 13۔ ”3/4 تہی“ (احوال و حشر) مطبوعہ، دہلی: 1944ء:

عادل شاہی دور کے اہم شاعر 3/4 تہی کے ادبی کا \* موں کو عبدالحق رسالہ ”اُردو“ اور۔ میں مختلف مضامین لکھ کر 1934ء میں متعارف کرڈیا تھا جن میں سے 3/4 تہی کی مثنوی ”گلشنِ عشق“ پہ ان کا پہلا مضمون جنوری 1934ء میں شائع ہوا۔ 3/4 تہی کی ”علی \* مہ“ مضمون اپریل 1934ء میں 3/4 تہی کی ”رخِ اسکندری“ مضمون جولائی 1934ء اور 3/4 تہی کے حالات نگہ کی اوور خصوصیات کلام مضمون اکتوبر 1934ء میں شائع ہوا۔ بعد ازاں اس کتاب میں تمام مواد یکجا کرڈیا تھا۔

عبدالحق نے گارسین \* سی کی اس \* بت کو جھٹلایہ کہ 3/4 تہی لا ولد اور غیر مسلم تھے۔ عبدالحق نے 3/4 تہی کے کلام کی داخلی شہادتوں سے یہ \* کیا نیز بیجا پور کے گمبڈ \* رخ کے احاطہ میں موجود 3/4 تہی کی قبر بھی دڑیفت کر لی۔ یہ اہم انکشاف تھا۔

عبدالحق کے مطابق 3/4 تہی کا اصل \* م ”3/4 تہی“ تھا۔ بقول ڈاکٹر بیگ احساس: اُن کے والد شیخ مخدوم اور دادا شیخ ملک تھے۔ شیخ مخدوم، عادل شاہی دڑیفت کی ایہ مقتدر شخصیت تھے۔ 3/4 تہی کو شاہی محل میں ولی عہد سلطنت علی عادل شاہ کی ہم نشینی کا شرف حاصل ہوا۔ 3/4 تہی، شہزادے کا رفیق و مصا # تھا۔ (5)

3/4 تہی کے قصا 4 تول ہی گئے تھے لیکن عبدالحق نے 7 قصا 4 بھی ڈھونڈ نکالے، جن میں سے ایہ ہجو یہ قصیدہ بھی ہے، جسے من و عن عبدالحق نے کتاب میں شامل کر لیا۔

3/4 قتی کی قصیدہ نگاری کے متعلق ڈاکٹر جمیل جالبی لکھتے ہیں:

”سارے دکنی ادب میں اتنے بلند پایہ اور فارسی کے معیار کے مطابق قصیدے ہمیں کسی دوسرے شاعر کے یہاں آ نہیں آتے۔ بہ حیثیت مجموعی اُردو قصیدے کے ذکر میں جہاں ہم سودا اور ذوق کا ب۔\*۔ م یہ آئے ہیں وہاں مولانا 3/4 قتی کا م اُن کے ساتھ نہیں بلکہ اُن دونوں سے پہلے 8 چاہیے۔“ (7)

15۔ گلشنِ عشق (منظوم) انہ 3/4 قتی، کراچی 1953ء:

عبداللہ کی مرتب کردہ یہ مثنوی، انجمن قتی اُردو کراچی پکستان سے 1953ء میں طبع ہوئی 3/4 قتی کی یہ مثنوی 1068ھ/ 1657-58ء کی تصنیف ہے۔ مثنوی کے 7% سے ”مبارک یو ہے ہدیہ 3/4 قتی“ سے یہ رنخ عبدالحق نے۔ آمد کی عبدالحق نے یہ انکشاف کیا ہے کہ یہ قصہ بعد ازاں ہندی میں شیخ منجن نے رقم کیا تھا۔ مولوی صا # نے کتاب کے ہر صفحہ کے حاشیہ پر مشکل دہ الفاظ کے معنی لکھنے کے ساتھ ساتھ 7% میں تیس صفحات کی فرہنگ بھی شامل کر دی ہے۔

14۔ ”علی۔ مہ“ (منظوم) انہ 3/4 قتی:

دکن کے عادل شاہی عہد کے۔ دشاہ علی عادل شاہ کی جنگی مہمات (بہ عمر اٹھارہ۔ س) اس مثنوی کا موضوع ہیں۔ یوں اسے رزمیہ بھی کہا جاسکتا ہے۔ یہ طے ہے کہ 3/4 قتی عادل شاہی دہ۔ ر سے 9% شاعر تھے۔

16۔ ”رنخ اسکندری“ (منظوم) انہ 3/4 قتی:

اسے مثنوی کہیں۔ رزمیہ حقیقت یہ ہے کہ اس میں شیواجی مرہٹے کے ساتھ عبدالکریم بہاول خاں کی جنگوں کا ذکر ہے۔ اس مثنوی کی سہ۔ لیف عبدالحق نے ا۔ مصرع سے 1083ھ/ 1672-73ء۔ آمد کی ہے ”رنخ اسکندری“ 554 شعاریہ مشتمل ہے۔

17۔ سلسلہ مضامین ”بیجا پور کا ا۔ صوفی خانہ ان“ (28-1927ء):

عبدالحق کے رسالہ ”اُردو“ اور۔ 4۔ دکن میں شائع ہونے والے سلسلہ وار مضامین میں سے پہلا مضمون: ”میراں جی شمس العشاق“ اپریل: 1927ء، دوسرا مضمون: ”حضرت شاہ۔ ہان الدین خانم“ جولائی: 1927ء اور تیسرا مضمون ”شاہ امین الدین علی“ جنوری 1928ء میں شائع ہوئے۔

اس سلسلہ مضامین میں جنوبی ہند کے صوفیا کرام کے۔ رے میں اہم معلومات ملتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ شاہ میراں جی شمس العشاق، یوسف عادل شاہ کے عہد میں دکن پہنچے اور اُن کی وفات 25 شوال 902ھ/ 1496-97ء میں ہوئی۔ عبدالحق نے میراں جی کی 1068ھ/ 1657-58ء میں تحریر کردہ اکہتر اشعار کی مثنوی ”خوش نغز“ (سوالاً جواباً علم عرفان سے متعلق ہے) متعارف کروائی نیز اُن کا منظوم رسالہ ”شہادت الحقیقت“ (563 صفحات) ڈھٹ نکالا۔ اس کے بعد میراں جی کا مسائل تصوف

سے متعلق مختصر Zی رسالہ بھی متعارف کر ڈیا۔ یہی نہیں میراں جی کے W برہان الدین جانم کی رتخ وفات 990ھ/1582ء \*  
 کرنے کے علاوہ جانم کے تصوف H رہ مختصر رسائل اور اڑھائی ہزار اشعار پہ مشتمل A ”ارشاد“ مہ متعارف کروائی۔ اُسی  
 روحانی سلسلے کے ای۔ رگ شاہ امین الدین اعلیٰ کا ای۔ قصیدہ: ”درمدح حضرت برہان الدین شاہ“ (جانم) رسالہ ”محبت“ مہ  
 رسالہ: ”رمز السالکین“ کے علاوہ وحدت الوجود کے موضوع پر ای۔ A متعارف کروائی۔ دکھنات سے متعلق یہ معمولی کام نہیں۔

## 18۔ مضامین بہ سلسلہ گجرات کے صوفی شعرا (1929-1940ء):

رسالہ ”اُردو“ اور۔ ۴۔ دودہلی میں جولائی 1928ء\* جولائی 1940ء کی درمیانی مدت میں عبدالحق نے متعدد گجراتی  
 شعراء اقسام: شاہ عالم محمد جیو گام دھنی، حسن شوقی اور قاضی محمود ڈی کی کے سوا حالات اور ادبی کاظم سے متعارف کروائے۔ جس پر  
 حافظ محمود شیرانی نے دا تحقیق دی۔ اسی پر بس نہیں عبدالحق نے شیخ محمد چشتی کی کتاب ”خوب“ کہ۔ ”نیز اسی کتاب کی فارسی شرح: ”  
 امواج خوبی“ کے علاوہ مسائل تصوف چشتی کی کتاب ”شرح جام جہاں“ (سنہ تصنیف 986ھ/1578ء متعارف کروائی۔  
 عادل شاہی عہد کے گجری بن کے شاعر حسن شوقی کی غزلیات کے علاوہ دو مثنویں: ”ظفر“ مہ A م شاہ“ اور میٹر نی \* مہ  
 سلطان محمد عادل شاہ“ منظر عام پر لائے۔ پہلی مثنوی رزمیہ ہے اور دوسری دشاہ کی شادی خانہ دی سے متعلق۔ اس خصوص میں  
 اُن کا کہنا کہ: مہ قاضی محمود ڈی کی کے مرثیہ کی دڑیفت ہے، جسے اُردو کا پہلا کر بلائی مرثیہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

یہ کر بلائی مرثیہ اس حوالے بھی خاص اہمیت کا حامل ہے کہ ہندوستان میں تخلیق ہوا اور دوسری اہم چیز امام حسینؑ کی شہاد  
 ت کی وجوہات جو مرثیہ میں بیان کی گئیں، وہ کسی اور مرثیے کا حصہ نہ اب۔ بن سکیں بن سکتی ہیں۔ خاص طور پر قاضی محمود ڈی کی  
 کا یہ کہنا ہے۔ امام حسینؑ و صبر سے کام 8 چاہیے تھا۔

## 19۔ دکن کے قدیمی شعراء (تعارفی مضمون): 1931ء

عبدالحق نے رسالہ ”اُردو“ اور۔ ۴۔ دکن کے شمارہ: جولائی 1931ء میں دکن کے 5، تی، سید احمد ہنر اور علی احسان  
 کے سوا حالات اور کلام سے متعارف کر ڈیا۔

## 20۔ دکھی اُردو میں قرآن مجید کے ترجمے اور تفسیریں:

قیام حیدر، دکن کے دوران عبدالحق نے دسویں صدی ہجری سے متعلق قرآن مجید کے %۹۰ پر رے کا قدیم d میں  
 ای۔، جمہ، قدیم d میں ”تفسیر حسینی“ کا، جمہ، قدیم d میں قرآن کی تفسیر از شاہ مراد اللہ تھیلی اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی  
 کے فرغ گان: شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر کی قرآن کی تفاسیر متعارف کروا N۔

## 21۔ انتخاب: کلام میر تقی میر اور ”ذکر میر“ خودنوشت: میر تقی میر: 1921ء

عبدالحق نے 1921ء میں کلام میر کا انتخاب کیا اور اُس پر مفصل مقدمہ لکھا بعد ازاں میر کی خودنوشت & ”ذکر میر“ رتخ

22- "مثنوی خواب و خیال" از میراث و دیوان ایشان: 1926ء

23- \* غ و بہار“ از میرامن دہلوی: 1931ء

24- ”مثل خالق ری“ از اُمی چند سیروانی:

17۔ ”معراج العاشقین“ از مخدوم شاہ حسینی بیجاپوری: 1924ء

26۔ ولی دکنیہ گجراتی؟ (تعارفی مضمون):

५५

## 27۔ کلیات محمد قلی قطب شاہ (تعارفی مضمون)

عبدالحق نے رسالہ ”اُردو“ اور۔۔۔ ۴۔ دکن میں کلیات محمد قلی قطب شاہ کو پہلی بار متعارف کر دیا۔ لگ بھگ اٹھارہ سو صفحات پر مشتمل گولکنڈہ کے۔ دشاہ قلی قطب شاہ کی کلیات انہیں شاہی کتب خانہ حیدرآباد، دکن سے 1971ء میں ہوئی تھی۔ دشاہ کے بھتیجے سلطان محمد قطب شاہ کی مرتب کردہ ہے۔ عبدالحق نے پہلی بار اُردو کے پہلے شاعر قلی قطب شاہ کے کلام کا لسانی جائزہ لیا۔ عبدالحق کی یہ دہائیہ فٹ ڈاکٹر سیدہ جعفر کے تحقیقی کام کی C دینی اور انہوں نے اس پر جم کر کام کیا۔

عبدالحق نے ”اُردو“ اور۔۔۔ ۴۔ د: اپریل 1928ء میں عبداللہ بن محمد ہمدانی کی مشہور کتاب ”تمہیدات عین القضا“ کی د اردو میں ا۔ شرح ”تمہید ہمدانی“ از میاں جی کو متعارف کر دیا۔

## 28۔ ”مثنوی و فائیت“ مہ حضرت فاطمہؑ (تعارفی مضمون):

لسا\*ت سے خصوصی شغف کے۔ عبدالحق نے H رہویں صدی کے اسماعیل امروہوی کی تصنیف کردہ اس مثنوی کو اس لیے متعارف کر دیا کہ عہد امروہوی کی 5 حہ کی جاسکے۔

عبدالحق کے تحقیقی متن سے متعلق اس کام کو دیکھ کر معلوم ہوا کہ:

تحقیق میں یت۔ ات اہمیت کی حامل ہے کہ مسئلہ کے حل کے لئے صحیح طور پر تحقیق کا طر i اپنا جائے۔ A محقق صحیح طریق اختیار نہیں کرتا۔ تو وہ کس طرح صحیح {ج حاصل کرے گا۔ یہ الگ۔ ت ہے کہ وہ تحقیق کی کس قسم یقین R ہے۔ کیا وہ محض حقائق و واقعات کی تلاش کر سکتا ہے؟ اس سے آگے تنقیدی تشریح و توضیح کا عمل بھی شروع کرتا ہے۔ یہ & کچھ اس کی افتاد طبع پر منحصر ہے۔

یوں تو ادبی تحقیق میں مندرجہ ذیل طر j استعمال کئے جائیں مثلاً:

(۱) دستاویز: [تحقیق (Documentary or Historical Research)]

(۲) وضاحتی تحقیق: سروے (Descriptive Research Or Survey)

(۳) مطالعہ احوال (The Case Study)

لیکن واضح رہے کہ کسی مسئلہ پر تحقیق کرتے ہوئے ضروری نہیں کہ صرف ا۔ طر i اختیار کیا جائے دو طر j بھی بیک وقت اختیار کئے جائیں۔ اس کا انحصار تو مسئلہ کی نوعیت پر ہے کہ مسئلہ کس قسم کے طر j کا متقاضی ہے۔

## حوالہ جات

- 1- جالبی، ڈاکٹر جمیل: ”تنقیدی و تحقیقی موضوعات پہ لکھنے کے اصول“، مشمولہ: \*پاکستانی ادب (تنقید)“، جلد: پنجم، مرتبہ: ڈاکٹر رشید امجد و فاروق علی: فیڈرل گورنمنٹ سرسید کالج، راولپنڈی، طبع اول: جنوری 1982ء ص: 143۔
- 2- احسن مارہروی: ”نمونہ منثورات“، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، طبع اول: جون 1986ء ص: 88۔
- 3- مصحفی، غلام ہدائی: ”عقدہ“، مرتبہ: مولوی عبدالحق، کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان، طبع دوم: 1978ء، ص: 25,26
- 4- حامد بیگ، ڈاکٹر مرزا: \*بغ و بہار: نسل فیض اللہ“ (مرتبہ) لاہور: اردو سائنس بورڈ، طبع اول: 2004ء ص: 83,84,85
- 5- ایضاً، ص: 86,87
- 6- بیگ احساس، ڈاکٹر: ”3/4 قی کا قصیدہ نگاری“ مطبوعہ: دہلی فیت، شمارہ: 10، یونیورسٹی آف مارڈرن لیکچر، اسلام آباد۔ جنوری 2011ء، ص: 338
- 7- جالبی، ڈاکٹر جمیل: ”ریخ ادب اردو“، جلد: اول، لاہور: مجلس ترقی ادب، ص: 347۔
- 8- تنہا، محمد یحییٰ: رسالہ: ”زمانہ“، کا Z، اپریل 1934ء ص: 28
- 9- تنہا، محمد یحییٰ: رسالہ: ”اورینٹل کالج“، لاہور (جشن صد سالہ نمبر)، 1972ء ص: 48